

تحیۃ المسجد

تالیف

ممتاز احمد عبد اللطیف

WWW.IRCPK.COM

ناشر

مرکز الاصلاح التعليمی الخیری۔ انڈیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحیۃ المسجد

تالیف - ممتاز احمد عبد اللطیف

ناشر - مرکز الاصلاح التعليمی الخیری - اموا مدینة الشیخ شیوہر۔ بہار - انڈیا

مقدمہ

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا وسيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له ☆ وأشهد أن محمدا عبده ورسوله. وبعد:

دنیا کی موجودہ اقوام ہندو، سکھ، یہود اور نصاریٰ کے نزدیک عبادت کا جو طریقہ رائج ہے، ہر ایک طریقہ کسی نہ کسی طرح شرک کی گندگی سے آلودہ ہے، صرف اسلامی تعلیم کا پاکیزہ چشمہ اس آلودگی سے پاک ہے، چنانچہ ہندو قوم اپنی عبادت گاہ ”مندر“ میں داخل ہوتے ہوئے اس میں رکھے ہوئے بت کا سجدہ کرتی ہے، سکھ قوم پھولوں کا گلہستہ لے کر اپنی عبادت گاہ ”گورو دوارہ“ میں داخل ہوتے ہوئے اپنے مذہب کے بانی ”گرو نانک“ کے لئے عقیدت کی پیشانی جھکاتی ہے، عیسائی قوم اپنی عبادت گاہ ”گرجا“ میں داخل ہو کر ”عیسیٰ“ اور ”مریم“ علیہما السلام کی دیوار پر آویزاں سولی دار تصویر کے آگے اپنے گھٹنے ٹیکتی ہے اور یہود بھی اسی سے ملتی جلتی حرکت اپنی عبادت کے وقت کرتے ہیں۔

لیکن اسلام جو ایک فطری مذہب ہے، خدائے واحد کی پیروی کا پیغامبر، کفر و شرک کا خاتم اور طہارت و پاکیزگی کا ضامن ہے، خدا کے گھر میں داخل ہوتے وقت بھی طہارت کے ساتھ ایک خدا کی اطاعت کی تعلیم دیتا ہے، جس کی ابتدا ”اللہ اکبر“ سے ہوتی ہے، فقہ کی اصطلاح میں اس کو ”تکبیرہ تحریمہ“ سے تعبیر کرتے ہیں یعنی پہلے کی جملہ حرکات و سکنات کو حرام کرنے والی تکبیر، گویا خدا کا بندہ خدا کا کلمہ پڑھ کر خدا سے ہمکلام ہو جاتا ہے، اس کے مبارک گھر میں داخلہ کی سلامی بجا لاتا ہے، خدا کی تسبیح و تہلیل اور تعظیم و تکبیر کے ذریعے اس کا شکر بجا لاتا ہے، نبی ﷺ پر درود و سلام بھیج کر اپنے لئے توبہ و استغفار کرتا ہے، پھر تھوڑے وقفہ کی اس خدائی ہمکلامی کے شرف سے فارغ ہو جاتا ہے، جو حرکات و سکنات اس پر حرام ہو گئے تھے، پھر اس سے آزاد ہو جاتا ہے، اسی خدائی حاضری کو پیارے نبی ﷺ نے اس مختصر جملے میں بیان فرمایا ہے۔

”تحریمها التكبير وتحليلها التسليم“ ﴿الترمذی﴾
 ”اس کی تحریم تکبیر ہے اور اس کی تحلیل تسلیم ہے“

یعنی ایک نمازی اپنی نماز میں ”اللہ اکبر“ کے ذریعے داخل ہو کر قبل کی جملہ حرکات و سکنات کو اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے، اور ”السلام علیکم“ کے ذریعے پھر ان امور سے آزاد ہو جاتا ہے

ایک مسلمان جب خدا کے گھر مسجد میں داخل ہوتا ہے اور اپنے بیٹھنے کے پہلے اس میں دو رکعت نماز پڑھتا ہے اسی کا نام شریعت کی زبان میں ”تحیۃ المسجد“ ہے۔

قارئین! جب آپ موجودہ اقوام کے طریقہائے عبادت کی ابتدا اور اسلامی عبادت کی ابتدا کا موازنہ کریں گے تو یہ حقیقت آپ کے سامنے کھل کر آجیگی کہ ان قوموں کے یہاں عبادت گاہوں میں داخل ہونے کے وقت جن حرکات و سکنات کے ادا کرنے کا رواج ہے ان میں کا ہر ایک طریقہ کسی نہ کسی طرح کفر و شرک کی گندگی سے آلودہ ہے، صرف اسلام ہی کا طریقہ عبادت اللہ کی وحدانیت سے معمور ہے اور ہر طرح کی گندگی سے پاک ہے۔

بہر کیف! تحیۃ المسجد کی دو رکعت مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، نبی ﷺ نے اس کے پڑھنے کا حکم دیا ہے اور خود آپ ﷺ نے اس پر عمل کیا ہے جس کی تفصیل آگے کے مباحث میں آرہی ہے۔
آج ہمارا معاشرہ بہت ساری خرابیوں سے آلودہ ہوتا جا رہا ہے، کتاب و سنت کی تعلیم سے دور ہوتا جا رہا ہے اور بدعت و خرافات کا آماجگاہ بنتا جا رہا ہے، ان میں سے ایک اس سنت رسول ﷺ کا ترک کرنا بھی ہے، اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہمارے بہت سارے مسلمان بھائی مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور بغیر ”تحیۃ المسجد“ کی دو رکعت ادا کئے بیٹھ جاتے ہیں۔
ہماری سمجھ سے اس کی وجہ دینی معلومات کی کمی ہے، اسی کمی کو دور کرنے کے لئے احادیث رسول ﷺ اور عمل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روشنی میں یہ ایک چھوٹا سا رسالہ ترتیب دیا گیا ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے ”بلغوا عنی ولو آئیہ“ کسی کو میری ایک بات بھی معلوم ہو تو وہ اسے دوسروں تک پہنچادے۔

اس فرمان نبی ﷺ کی روشنی میں ہر مسلمان بھائی پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اسے دین کی جو بات بھی معلوم ہو وہ اسے اپنے دوسرے مسلمان بھائی تک پہنچادے، اسی فرض کے تقاضے نے اس رسالے کی ترتیب و تالیف پر آمادہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے اور تمام مسلمان بھائیوں کو اسے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔
اگر اس رسالے کی تالیف و ترتیب میں کسی قسم کی بھول چوک ہوئی ہو تو اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائے، نیز اپنے علمی بھائیوں سے گزارش ہے کہ اگر ان پر کسی قسم کی چوک ظاہر ہو تو مولف کو اطلاع فرما کر شکریہ کا موقع دیں، تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

آخر میں اپنے قصیر بھائی کا شکریہ ادا نہ کروں تو ناشکری ہوگی، درحقیقت انہی کی ایما اور تقاضے پر یہ کام انجام کو پہنچا ہے۔ بزرگان محترم ڈاکٹر محفوظ الرحمن اور شیخ محمد سہیل ﴿فاضلان مدینہ یونیورسٹی﴾ اسلامک سنٹر دہلی کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت اس رسالے کے مطالعہ پر صرف فرما کر صحیح مشوروں سے نوازا، نیز کرم فرما شیخ اریاتیل حیدر علی ﴿فاضل مدینہ یونیورسٹی﴾ اسلامک سنٹر دہلی اور ان کے کتب خانہ عامرہ کا شکرا ادا نہ کروں تو ان کی اور ان کے کتب خانہ کی حق تلفی ہوگی، جن کی وسعت قلبی اور جس کی موجودگی نے اس رسالہ کا کام آسان تر کر دیا ہے، خدا ان کے کتب خانہ

کو آباد رکھے اور ان کو دنیا و آخرت میں جزائے خیر دے آمین۔ ممتاز احمد عبید اللطیف

اموا۔ بھار

21 اگست 1984

احباب و عوام کے بار بار کے تقاضے پر کتاب کا دوسرا ایڈیشن قارئین کی خدمت میں بعض اصلاحات کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے، امید کہ قارئین پسند فرمائیں گے۔

ممتاز احمد عبید اللطیف - اسلامک سینٹر دہلی -

تحیۃ المسجد کا مفہوم

مسجد اس دنیا میں خدا کا گھر ہے، بندوں کی عبادت و ریاضت کے لئے ایک اجتماع گاہ ہے، تعلق باللہ، توبہ و استغفار، خشوع و خضوع اور روح و نفس کی طہارت کا مقام ہے، اور جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک روئے زمین کا ایک پسندیدہ ٹکڑا ہے۔ ”أحب البلاد إلى الله مساجدها“ ﴿مسلم﴾

مساجد تمام جگہوں میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

ہر چیز کا ایک حق ہے اور مسجد کا حق یہ ہے کہ نماز کے ذریعے اس کو آباد کیا جائے اور اس میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کی جائے، اسی کا نام شریعت کی اصطلاح میں ”تحیۃ المسجد“ ہے یہ دو لفظ تحیۃ اور مسجد سے مرکب ہے، تحیۃ کا معنی سلامتی اور مبارکبادی ہے، مسجد کی سلامتی اور مبارکبادی یہ ہے کہ نماز کے ذریعے اس کو سلامت اور آباد رکھا جائے اور داخل ہونے کے بعد اس میں تحیۃ المسجد کی دو رکعت ادا کی جائے، مسجد کا معنی سجدہ کرنے کی جگہ ہے اور سجدہ نماز کے تمام افعال میں قربت الہی کا سب سے اعلیٰ ذریعہ ہے، اس لئے اسی مادہ سے نماز کی ادائیگی کی جگہ ”مسجد“ مشتق کی گئی تاکہ سجدہ خدا کی طرح جائے سجدہ بھی تقدس کی بولتی تصویر ہو، جب اس امت کا نبی ﷺ ساری امتوں سارے جہانوں کا نبی ہے اور ان کی امت سارے جہان کے داعی ہیں تو اس مناسبت سے ساری روئے زمین کو مسجد بنا دی گئی تاکہ نبی ﷺ اور امتی کی طرح ان کی عبادت گاہ بھی ہمہ گیر ہو۔

”جعلت لی الأرض مسجداً“ ﴿البخاری﴾

ساری زمین میرے لئے مسجد بنا دی گئی ہے۔

تحیۃ المسجد کا شرعی حکم

☆ اہل ظاہر ﴿امام داؤد اور ان کے اصحاب﴾ امام شواکانی اور امیر صنعانی کے نزدیک تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنا مندرجہ ذیل احادیث کی روشنی میں واجب ہے، لیکن امام ابن حزم عدم وجوب کے قائل ہیں۔ ﴿بدلیۃ المجتہد﴾

عن أبی قتادة السلمی رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ ﷺ قال: ”إذا دخل أحدكم فی المسجد فلیرکع رکعتین قبل أن یجلس“ ﴿البخاری﴾

ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: ”کان لی علی النبی ﷺ دین فقضانی وزادنی فد خلت علیہ المسجد فقال صل رکعتین“ ﴿مسلم﴾

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر میرا قرض تھا، آپ ﷺ نے میرا قرض ادا کیا اور ساتھ ہی کچھ زیادہ بھی دیا پھر مسجد میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا دو رکعت نماز پڑھ لو۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: جاء السلیک الغطفانی يوم الجمعة ورسول اللہ قائم علی المنبر فقعد سلیک قبل أن یصلی فقال: ”له أصلیت رکعتین؟ فقال لا فقال قم فارکعہما“ ﴿مسلم﴾

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ منبر پر کھڑے تھے کہ سلیک غطفانی آئے اور بغیر تحیۃ المسجد کی دو

رکعت پڑھے بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے دو رکعت پڑھ لی؟ انہوں نے کہا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اٹھو! اور دو رکعت پڑھ لو۔

طریقہ استدلال:

مطلق امر کا صیغہ شریعت کی زبان میں وجوب کے لئے استعمال ہوتا ہے، اگر قرینہ صارفہ ہو تو مندوب یا مستحب مراد لیا جاتا ہے، چونکہ مذکورہ احادیث میں امر کا صیغہ استعمال ہوا ہے اور بظاہر کوئی قرینہ صارفہ نہیں ہے اس لئے تحیۃ المسجد کی دو رکعت واجب ہے۔

☆ تحیۃ المسجد جمہور علمائے کرام کے نزدیک ذیل کی احادیث کی روشنی میں سنت ہے، ابن حجر عسقلانی نے ائمہ اہل فتویٰ کا اتفاق نقل کیا ہے کہ مذکورہ بالا احادیث میں امر کا صیغہ استحباب کے لئے ہے اور امام نووی نے اس سلسلے میں امت کا اجماع نقل کیا ہے۔ ﴿نبیل الاوطار: ج ۳ ص ۸۳﴾

عن زید بن أسلم رضی اللہ عنہ قال : ”كان أصحاب رسول الله يدخلون المسجد ويخرجون ولا يصلون“ ﴿البخاری﴾
زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام مسجد آتے جاتے تھے اور نماز نہیں پڑھتے تھے۔

نبی کریم ﷺ کا قول اس آدمی کے بارے میں جو مسجد کے اندر لوگوں کی گردن پھلانگتا تھا: ”إجلس فقد اذيت“ ﴿فتح الباری: ج ۵ ص ۵۳﴾ بیٹھ جاؤ تم نے اذیت پہنچائی، نیز ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے سوال کیا کہ خدا نے کون سی اور کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
”الصلوات الخمس فقال هل على غير ها قال لا إلا أن تطوع“

﴿نبیل الاوطار: ج ۳ ص ۸۲﴾
پانچ وقت کی نماز فرض کی گئی ہے، پھر سوال کیا کہ کیا اس کے علاوہ بھی میرے اوپر کوئی نماز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا لا یا کہ تم نقل نماز ادا کرو۔ طریقہ استدلال:

مذکورہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ تحیۃ المسجد کی دو رکعت واجب نہیں بلکہ سنت ہے، اگر واجب ہوتی تو صحابہ کرام کا مسجد میں آنا جانا اور تحیۃ المسجد کی دو رکعت نہ پڑھنا، آپ ﷺ کا گردن پھلانگنے والے کو بیٹھ جانے کا حکم دینا اور ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ کو صرف فرض نماز پڑھنے کا حکم دینا کیسے درست ہوتا؟
ان وجوہات کی امام شوکانی اور امام صنعانی نے تردید کی ہے اور تحیۃ المسجد کے واجب ہونے پر کافی زور دیا ہے، اہل علم حضرات مزید معلومات اور مسئلے کی تحقیق کے لئے ”نبیل الاوطار“ اور ”سبل السلام“ کی طرف رجوع فرمائیں۔

تحیۃ المسجد خطبہ جمعہ کے درمیان

تحیۃ المسجد کی ہلکی دو رکعت خطبہ کے درمیان اس شخص کے لئے پڑھنا سنت ہے جو تاخیر سے مسجد میں آئے، ائمہ دین حسن، ابن عیینہ، شافعی، احمد، اسحاق، کھول، ابو ثور، ابن منذر اور محدثین فقہائے کرام رحمہم اللہ کی رائے مندرجہ ذیل احادیث کے پیش نظر یہی ہے۔ ﴿نبیل الاوطار: ج ۳ ص ۳۱۵﴾

عن أبي سعيد الخدري رضى الله تعالى عنه أن رجلاً دخل المسجد يوم الجمعة ورسول الله عليه وسلم

یخطب علی المنبر فأمره أن يصلي ركعتين ﴿البخاری﴾
ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا جب کہ آپ ﷺ منبر پر خطبہ دے رہے تھے تو آپ ﷺ نے اسے دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

ترمذی کی روایت میں ”فی هیئة بذة“ کا اضافہ ہے یعنی بوسیدہ حالت میں مسجد میں داخل ہوا۔
عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنه قال جاء سليك الغطفاني يوم الجمعة ورسول الله ﷺ قائم على المنبر فقعد سليك قبل أن يصلي فقال له أصليت ركعتين؟ فقال لا فقال قم فاركعها“ ﴿مسلم﴾
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ مسجد میں منبر پر کھڑے خطبہ دے رہے تھے کہ سلیک غطفانی آئے اور تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھے بغیر بیٹھ گئے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے دو رکعت پڑھ لی ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اٹھو اور دو رکعت پڑھ لو! مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے۔

”إذا جاء أحدكم يوم الجمعة والإمام يخطب فليركع ركعتين وليتجاوز فيها“ ﴿مسلم﴾
جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن اس حالت میں آئے کہ امام خطبہ دے رہا ہو تو دو ہلکی رکعت پڑھ لے۔
امام ترمذی روایت کرتے ہیں کہ

”إن أباسعيد أتى ومروان يخطب فصلهما فأراد حرس مروان أن يمنعه أبي حتى صلّهما ثم قال ما كنت لأدعها بعد أن سمعت رسول الله يأمر بهما“ ﴿الترمذی﴾
مردان بن حکم خطبہ دے رہے تھے کہ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنی شروع کی، اس پر مروان بن حکم کے باڈی گارڈوں نے روکنے کی جرأت کی لیکن آپ ﷺ نے نماز ادا کی پھر عرض کیا ان دو رکعت کو میں ترک نہیں کر سکتا اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کو میں نے اس کے پڑھنے کا حکم دیتے ہوئے سنا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا مسبوق کو خطبہ کے درمیان دو رکعت ادا کرنے کا حکم دینا اور ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکومت وقت کی مخالفت کے باوجود اس سنت کو زندہ کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ خطبہ کے درمیان تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنا مسنون ہے۔
ائمہ دین قاضی شریح، ابن سیرین، نخعی، قتادہ، مالک اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ کے نزدیک مندرجہ ذیل دلائل کی روشنی میں خطبہ کے درمیان تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنا مکروہ ہے۔ ﴿المغنی ج ۲ ص ۳۱۹﴾

﴿1﴾ قرآن مجید کی یہ آیت

”وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ“ ﴿الأعراف: ۲۰۴﴾
اور جب قرآن کی تلاوت کی جائے تو اسے سنو!

﴿2﴾ اور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان :

إذا قلت لصاحبك أنصت والإمام يخطب فقد لغوت ﴿البخاری﴾
درمیان خطبہ کسی نے اپنے ساتھی کو خاموش رہنے کو کہا تو اس نے لغو کا م کیا۔

خطبہ میں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے اور قرآن کی تلاوت کے وقت اس کی سماعت کا حکم مذکورہ آیت میں دیا گیا ہے اس لئے تحیۃ المسجد کی دو رکعت خطبہ کے درمیان پڑھنا درست نہیں، فرمان نبی ﷺ کے اندر خطبہ کے درمیان معمولی بات کی تنبیہ بلکہ امر بالمعروف کا فریضہ انجام دینے سے منع کیا گیا ہے تو تحیۃ المسجد کی دو رکعت کیسے ادا کی جاسکتی ہے؟ جس کی ادائیگی میں کچھ زیادہ ہی وقت لگ جاتا ہے۔

﴿3﴾ اسی طرح نبی کریم ﷺ کا حکم اس شخص کے بارے میں جو لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آگے جا رہا تھا ”اجلس فقد اذیت“ بیٹھ جاؤ تم نے اذیت دی، نبی کریم ﷺ نے بیٹھ جانے کا حکم دیا، تحیۃ المسجد کے پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔

﴿4﴾ اسی طرح ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت:

”إذا دخل أحدكم المسجد والإمام على المنبر فلا صلوة ولا كلام حتى يفرغ الإمام“ ﴿الطبرانی﴾
امام منبر پر ہوا اور کوئی آدمی مسجد میں داخل ہو تو کوئی نماز اور کسی قسم کی گفتگو اس وقت تک نہ کرے جب تک کہ امام خطبہ سے فارغ نہ ہو جائے

حقیقت یہ ہے کہ خطبہ کی حالت میں قرآن مجید کی تلاوت ضرور کی جاتی ہے لیکن پورا خطبہ قرآن مجید کی آیتوں پر مشتمل نہیں ہوتا اس لئے قرآن کی اس آیت کو تحیۃ المسجد کی عدم ادائیگی کے لئے بطور دلیل پیش کرنا درست نہیں، اور خطبہ کے درمیان کسی سامع کا کسی سامع کو اس کی حرکت پر اسے تنبیہ کرنا ایک لغو کام ہے لیکن یہ امر تحیۃ المسجد کے ادا کرنے کے مانع نہیں کیوں کہ اس کے اندر ایک دوسرے سے بات کرنے سے روکا گیا ہے نہ کہ نماز ادا کرنے سے، رہی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی حدیث تو وہ ضعیف ہے، اس کی سند میں ایک راوی ابوب بن نہیک آتے ہیں جن کے بارے میں ابو زرہ اور حاتم رحمہم اللہ نے منکر الحدیث کہا ہے اور اس طرح کی ضعیف حدیث صحیح حدیث کی معارض نہیں ہوتی جیسا کہ علمائے جرح و تعدیل کے نزدیک یہ بات معروف ہے۔

باقی رہا رسول اللہ ﷺ کا یہ قول ”اجلس فقد اذیت“ تو آپ ﷺ نے خاص حالت میں خاص آدمی کے لئے یہ زجر فرمایا تھا جس کا انطباق عام لوگوں پر کرنا مناسب نہیں۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ سے خطبہ کے درمیان کسی قسم کی تعلیم دینا اور بچوں سے پیار و محبت کرنا ثابت ہے۔
عن أبي بريدة رضى الله تعالى عنه قال: كان رسول الله ﷺ يخطبنا فجاء الحسن والحسين عليهما قميصان أحمران يمشيان ويعتران فنزل رسول الله من المنبر فحملهما ووضعهما بين يديه ثم قال صدق الله ورسوله ”إنما أموالكم وأولادكم فتنة“ نظرت هذين الصبيين يمشيان ويعتران فلم أصبر حتى قطعت حديثي ورفعتهما“ ﴿البخاری ومسلم﴾

ابو بريدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمارے درمیان خطبہ دے رہے تھے کہ حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما گرتے پڑتے آگئے، ان کے جسم پر سرخ رنگ کے قمیص پڑے تھے، آپ ﷺ منبر سے اترے اور ان دونوں کو اٹھا کر اپنے سامنے رکھ دیا اور فرمایا: خدا اور اس کے رسول نے سچ کہا بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے آزمائش کا سامان ہیں دیکھو تو ذرا! میں ان دونوں کو گرتے پڑتے دیکھ نہ سکا، صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا، اپنی بات روک دی اور انہیں اٹھا لیا۔

وعن أبي رفاعة العدوي رضي الله تعالى عنه قال : انتهيت إلى رسول الله ﷺ وهو يخطب فقلت يا رسول الله ! رجل غريب يس فأتني بكرسي من خشب قوائمه حديد فقعد عليه وجعل يعلمني مما علمه الله ثم أتني الخطبة فأتهم آخرها. ﴿مسلم﴾

ابورفاعہ عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دیر ہے تھے، میں آپ ﷺ کے قریب گیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! ایک اجنبی آدمی اپنے دین کے بارے میں پوچھتا ہے کہ اس کا دین کیا ہے؟ اور وہ اپنے دین کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تو آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے، اپنا خطبہ چھوڑا اور میرے نزدیک آگئے پھر آپ کے لئے ایک لکڑی کی کرسی لائی گئی جس کے پاؤں لوہے کے بنے تھے، آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے اور مجھے علم الہی کے ذریعے تعلیم دینے لگے پھر خطبہ کیلئے واپس گئے اور اس کا بقیہ حصہ پورا کیا۔

چنانچہ علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ ضرورت کے وقت خطبہ ترک کر کے اس کی تکمیل کرنا درست ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک سائل کے سوال کا جواب دینے اور حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اٹھانے کے لئے خطبہ ترک کیا، اسی طرح نبی کریم ﷺ کا مقتضائے وقت کے مطابق یہ ارشاد فرمانا: ”اجلس یا فلان“ بیٹھ جاؤ اے شخص! ”صل یا فلان“ نماز پڑھو اے شخص! کسی شرعی حکم کے لئے دلیل نہیں بلکہ ایک طرح کی انفرادی تعلیم اور خاص فرد کے لئے زجر ہے۔ ﴿مختصر زاد المعاد ص ۵۰﴾

حاصل یہ کہ نبی کریم ﷺ کا خطبہ کے درمیان گردن پھلانگنے والے کے بارے میں ”اجلس فقد اذیت“ کا جملہ فرمانا مقتضائے حال کے مطابق ایک زجر کی کلام تھا اس لئے اس کو تحیۃ المسجد کی عدم ادائیگی کے لئے بطور دلیل پیش کرنا درست نہیں۔

مذکورہ مختصر بیان کے بعد امید ہے کہ کسی صاحب فکر و نظر پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے گی کہ فریق اول کی رائے زیادہ قوی اور سنت رسول کے قریب تر ہے یعنی مسجد میں دیر سے آنے والے کے لئے خطبہ کے درمیان دو ہلکی رکعت پڑھنا سنت ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کو اپنا دستور العمل بنالیا جائے، خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا جائے، دو رکعت تحیۃ المسجد کی پڑھی جائے اور زعم یہ ہو کہ میرا عمل سنت کے مطابق ہے، بلکہ سنت کا طریقہ تو یہ ہے کہ جمعہ کے دن صبح سویرے غسل کیا جائے، استطاعت کے مطابق اچھا کپڑا زیب تن کیا جائے، خوشبو لگائی جائے اور جتنا سویرے ہو سکے خدا کے گھر کا رخ کیا جائے اور اس میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت تحیۃ المسجد کی ادا کی جائے، حسب استطاعت مزید نوافل پڑھی جائیں، قرآن مجید کی تلاوت کی جائے، خاص کر سورہ کہف کی تلاوت کی جائے، کثرت سے اللہ کا ذکر کیا جائے اور جب امام خطبہ کے لئے منبر پر آجائے تو ہر طرح کے ذکر و اذکار سے رخ موڑ کر خطبہ جمعہ سنا جائے۔

جمعہ کے دن صبح سویرے طہارت، قضائے حاجت اور غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر مسجد جانے کی حدیثوں میں بڑی فضیلت آئی ہے، جمعہ ہفتے کی عید ہے، فرحت و انبساط کا انمول موقع ہے، اور گناہوں کی مغفرت کا بہترین ذریعہ ہے، جس شخص کے دل میں قربت الہی کے حصول کا نیک جذبہ ہوگا اور آخرت کے لئے توشہ جمع کرنے کا شوق ہوگا وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے دربار میں جلد از جلد حاضر ہونے کی کوشش کریگا۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

”من اغتسل يوم الجمعة غسل الجنابة ثم راح فكأنما قرب بدنة ومن راح في الساعة الثانية فكأنما قرب بقرة ومن راح في الساعة الثالثة فكأنما قرب كبشا أقرن ومن راح في الساعة الرابعة فكأنما قرب دجاجة ومن راح في الساعة الخامسة فكأنما قرب بيضة فإذا خرج الإمام حضرت الملائكة يستمعون الذكر“ ﴿بخاری﴾

جس شخص نے اچھی طرح غسل ﴿غسل جنابت کی طرح﴾ کیا پھر سب سے پہلے خدا کے گھر گیا تو گویا اس نے اونٹ قربانی کی، اس کے بعد جو کوئی مسجد میں دوسرے لمحے آیا گویا اس نے گائے قربانی کرنے کا ثواب حاصل کیا، اس کے بعد جو شخص تیسرے

لمحے آیا اس نے مینڈھا قربانی کرنے کا اجر حاصل کیا، اس کے بعد جو کوئی چوتھے لمحے آیا گویا اس نے راہِ الہی میں مرغی قربانی کی، اور جو شخص پانچوے لمحے آیا گویا اس نے انڈا قربانی کرنے کا ثواب حاصل کیا لیکن جب امام خطبہ کے لئے آگئے تو فرشتے بھی ذکرِ الہی سننے لگے۔

اور عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”إن الناس يجلسون يوم القيامة على قدر تراحمهم إلى الجهات الأول ثم الثانى ثم الثالث ثم الرابع أو كما قال ﴿ابن ماجہ﴾“

قیامت کے دن لوگ جمعہ کی حاضری کی ترتیب سے بیٹھیں گے یعنی سب سے پہلے جمعہ کے دن مسجد میں حاضر ہونے والے پھر دوسرے نمبر، تیسرے نمبر، اور چوتھے نمبر پر مسجد میں حاضر ہونے والے یا جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

تحیۃ المسجد ممنوعہ اوقات میں

فجر اور عصر کے بعد، طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور زوال کے وقت بغیر کسی وجہ کے کسی قسم کی نماز پڑھنا مکروہ ہے، اس بات پر امت کا اجماع ہے جیسا کہ امام نوویؒ نے تحریر کیا ہے، لیکن ان مذکورہ پانچ اوقات میں کسی سبب اور وجہ کی بنا پر نماز پڑھنے میں امت کا اختلاف ہے جیسے تحیۃ المسجد، سجدہ تلاوت، سجدہ شکر، صلاۃ کسوف و خسوف، عیدین کی نماز، جمعہ کی نماز اور فوت شدہ نمازیں، اس سلسلے میں امامانِ دین کے درمیان دو اہم خیالات پایا جاتے ہیں۔

﴿1﴾ پہلا خیال یا رائے امام ابو حنیفہؒ اور علمائے کرام کی ایک جماعت کا ہے کہ ان اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے بلکہ درست نہیں ہے اور وہ نبی عموم کی ان عام حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: ”أن النبی ﷺ نہی عن الصلاة بعد الصبح حتی تشرق الشمس وبعد العصر حتی تغرب الشمس“ ﴿البخاری﴾

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نمازِ صبح کے بعد طلوع آفتاب تک اور نمازِ عصر کے بعد غروب آفتاب تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال: رسول ﷺ ”لا صلوة بعد الصبح حتی ترفع الشمس، ولا صلوة بعد العصر حتی تغرب الشمس“ ﴿البخاری﴾

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا فجر کے بعد بلندیٰ سورج تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک کسی قسم کی نماز نہیں ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول ﷺ ”إذا بدأ حاجب الشمس فأخروا الصلوة حتی تبرز وإذا غاب حاجب الشمس فأخروا الصلاة حتی تغيب“ ﴿مسلم﴾

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب سورج کی ٹکلی نکلتا شروع ہو تو اچھی طرح نکلنے کے بعد نماز پڑھو! اسی طرح جب سورج غائب ہونے لگے تو اچھی طرح غائب ہونے کے بعد نماز پڑھو!

عن عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: ثلاث ساعات كان رسول الله ينهاها أن نصلي فيهن أو نقبر فيها موتانا حين تطلع الشمس بازغة حتى تر ترفع وحين يقوم قائم الظهيرة حتى تميل وحين تتضيف الشمس للغروب حتى تغرب“ ﴿مسلم﴾

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ تین اوقات میں نبی کریم ﷺ ہمیں نماز پڑھنے اور مردے دفنانے سے روکتے تھے۔

- ﴿1﴾ طلوع آفتاب کے وقت یہاں تک کہ وہ کافی بلندی پہنچ جائے۔
- ﴿2﴾ زوال آفتاب کے وقت یہاں تک کہ زوال کا وقت ختم ہو جائے۔
- ﴿3﴾ سورج کے آغازِ زردی سے لے کر غروبِ کامل تک۔

عن عمر و بن عبسۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قلت یا رسول اللہ أخبرنی عن الصلۃ قال: ”صل صلاة الصبح ثم أقصر عن الصلاة حين تطلع الشمس حتى ترتفع فإنها تطلع بين قرني شيطان وحينئذ يسجد لها الكفار ثم صل فإن الصلاة محصورة مشهودة حتى يستضل الظل بالرّيح ثم أقصر عن الصلوة فإنه حينئذ تسجّر جهنم فإذا قبل الفئى فصل فإن الصلاة مشهودة محصورة حتى تصلى العصر ثم أقصر عن الصلاة حتى تغرب الشمس فإنها تغرب بين قرني شيطان وحينئذ يسجد لها الكفار“ ﴿مسلم﴾

عمر و بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول نماز کے بارے میں کچھ بتلائیے، آپ ﷺ نے فرمایا صبح کی نماز پڑھ کر طلوع آفتاب کی بلندی تک نماز پڑھنے سے باز رہو، کیونکہ آفتاب شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے نکلتا ہے، طلوع اور غروب آفتاب کے وقت کفار اس کی پرستش کرتے ہیں، ﴿شیطان اپنا رخ سورج کی طرف کرتا ہے تاکہ اسکی پرستش ہو سکے﴾ پھر زوال آفتاب تک نماز پڑھو کیونکہ فرشتے حاضر و ناظر ہوتے ہیں، پھر عین زوال کے وقت نماز پڑھنے سے رک جاؤ! کیوں کہ اس وقت جہنم کی آگ جوش مارتی ہے، پھر زوال آفتاب سے لیکر عصر تک نماز پڑھو اس لئے کہ فرشتے حاضر و ناظر ہوتے ہیں، پھر غروب آفتاب تک نماز مت پڑھو کیونکہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے ڈوبتا ہے، نیز اس وقت کفار سورج کی عبادت کرتے ہیں۔

﴿2﴾ دوسری رائے امام شافعیؒ اور ائمہ دین کی ایک عظیم اکثریت کی ہے، کیوں کہ مذکورہ بالا احادیث خاص اوقات میں نماز پڑھنے کی نفی کرتی ہیں، اس لئے اس حکم کا انطباق عام ذوا سباب نماز جیسے تحیۃ المسجد، اور جنازہ کی نماز وغیرہ پر نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ خود نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان ممنوعہ اوقات میں ذوا سباب نماز ادا کی ہیں، ذیل میں اس قبیل کی بعض احادیث اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعض آثار نقل کئے جاتے ہیں، تاکہ مسئلے کی وضاحت ہو سکے۔ ﴿فتح الباری: ج ۲ ص ۵۹﴾

عن أبی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ”إذا أدرك أحدكم سجدة من صلاة العصر قبل أن تغيب الشمس فليتم صلواته وإذا أدرك سجدة من صلاة الصبح قبل أن تطلع الشمس فليتم صلواته“ ﴿البخاری و مسلم﴾

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آفتاب کے پہلے تم میں سے کوئی اگر نماز عصر کا ایک سجدہ پالے تو اپنی نماز مکمل کرے اور اسی طرح اگر نماز فجر کا ایک سجدہ طلوع آفتاب کے پہلے پالے تو اپنی نماز پوری کرے۔

”من نام عن صلاة أو نسيها فليصلها إذا ذكرها“ ﴿بخاری و مسلم﴾
جو شخص سو گیا یا نماز پڑھنا بھول گیا تو اسے جب یاد آئے پڑھ لے۔

عن أم سلمة رضي الله تعالى عنه صلى النبي ﷺ بعد العصر ركعتين وقال شغلني ناس من عبد القيس عن
الركعتين بعد الظهر. ﴿البخارى﴾

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھی پھر ارشاد فرمایا: عبد القیس کے وفد نے
ظہر کی دو رکعت پڑھنے سے باز رکھا۔

عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت ركعتان لم يكن رسول الله يدعها سرّاً ولا علانية ركعتان قبل صلاة
الصبح وركعتان بعد العصر. ﴿البخارى﴾
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے پہلے دو رکعت اور عصر کی نماز کے بعد دو رکعت نہیں
چھوڑتے تھے۔

عن ابن عمر قال: أصلي كما رأيت أصحابي يصلون لا أنهي أحدا يصلي بليل ولا نهار ماشاء غير أن لا تحروا
طلوع الشمس ولا غروبها. ﴿البخارى﴾
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کی طرح نماز پڑھتا ہوں رات دن میں کسی وقت کسی کو نماز پڑھنے
سے نہیں روکتا غروب آفتاب اور طلوع آفتاب کی تلاش نہیں کرتا۔

عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه قال : قال : رسول الله إذا أنزل منزلاً لم يرتحل حتى يصلي الظهر
فقال له رجل وإن كان بنصف النهار؟ قال وإن كان بنصف النهار. ﴿أبو داؤود﴾
انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تھے تو بغیر ظہر کی نماز ادا کئے اس جگہ سے
کوچ نہیں کرتے تھے، ایک آدمی نے آپ ﷺ سے روای حدیث حضرت انس سے پوچھا کیا دو پہر کے وقت بھی؟ تو انہوں نے
کہا اگرچہ دو پہر کا وقت ہوتا۔

طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت فجر اور عصر کی بقیہ رکعتوں کا ادا کرنا، ظہر کی نماز زوال کے وقت پڑھنا، بھولنے اور
سونے والے کا جس وقت یاد آجائے یا بیدار ہو جائے اسی وقت نماز پڑھنا خواہ ممنوعہ اوقات ہی میں ہو، خود نبی کریم ﷺ کا عصر
کے بعد ظہر کی دو رکعت سنت کی قضا کرنا بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کی رو سے اس پر مداومت برتنا اور ابن
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہر وقت نماز پڑھنا، یہ جملہ افعال کم از کم ممنوعہ
اوقات میں ذوا سباب نمازوں کے پڑھنے کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔

شیخ الإسلام ابن تیمیہؒ کی بھی یہی رائے ہے، امام موصوف نے علمی اور فقہی انداز میں جس طرح اس مسئلے کی گرہ کشائی کی ہے،
اسے پڑھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے، قارئین کے استفادہ کے لئے ذیل میں اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔
تمام ذوا سباب نمازیں تحیۃ المسجد، سجدہ شکر، صلاۃ کسوف و خسوف، صلاۃ جنازہ وغیرہ ممنوعہ اوقات یعنی عصر اور فجر کے بعد،
زوال اور آفتاب کے طلوع و غروب کے وقت پڑھنا جائز ہے اور ائمہ کرام کی دو رائیوں میں یہی رائے مندرجہ ذیل دلائل و
اسباب کی بنا پر رائج اور درست ہے۔

☆ تحیۃ المسجد کی دو رکعت کا پڑھنا بخاری اور مسلم کی روایت سے ثابت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کوئی آدمی مسجد میں داخل

ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد کی ادا کر لے، اور ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان مسجد میں تشریف فرما تھے کہ میں داخل ہوا اور بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھنے سے پہلے تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنے سے کون سی چیز مانع ہوئی؟ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے اصحاب کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو بیٹھ گیا، اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مسجد میں داخل ہو تو بغیر تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھے نہ بیٹھے۔

مذکورہ احادیث میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنے کا عام حکم ہے، اور بغیر پڑھے ہوئے بیٹھنے کی عام نہی ہے، اور یہ نہی تمام اوقات کو حاوی ہے، اس کے مقابلے میں کوئی ایسی حدیث موجود نہیں جو اس نہی عام کو خاص کرے اور نہ اس کے خاص کرنے پر امت کا اجماع ہے، سب جانتے ہیں کہ ممنوعہ اوقات میں نماز پڑھنے کی جو نہی وارد ہوئی ہے وہ عام نہیں ہے بلکہ خاص ہے، لہذا عام کو خاص پر ترجیح حاصل ہوگی۔

☆ بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ ایک شخص خطبہ کے درمیان مسجد میں داخل ہوا آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے دو رکعت پڑھ لی، اس نے عرض کیا نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: دو رکعت پڑھ لو! اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن خطبہ کی حالت میں کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو ہلکی سی دو رکعت پڑھ کر بیٹھے، اس حدیث کو تمام فقہائے حدیث امام شافعیؒ، اسحاقؒ، ابو ثورؒ اور ابن منذرؒ وغیرہم نے بلا خوف قبول کیا ہے، اور سلف کی عظیم اکثریت جیسے مکحولؒ اور حسنؒ وغیرہ نے اسے روایت کی ہے۔

علمائے کرام کی ایک عظیم جماعت قاضی شریح، نخعی، ابن سیرین، ابو حنیفہ، مالک، لیث اور ثوری رحمہم اللہ کو اس حدیث کی اطلاع نہ ہو سکی، اور انہوں نے خطبہ کی حالت میں تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنے سے منع فرمایا۔

درحقیقت ان علمائے کرام کی ممنوعہ اوقات میں عدم صلاۃ والی حدیث پر یہ ایک قیاس ہے یعنی نبی کریم ﷺ نے طلوع آفتاب، زوال آفتاب اور غروب آفتاب نیز عصر و فجر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا تو خطبہ کی حالت میں بدرجہ اولیٰ کسی قسم کی نماز پڑھنی ممنوع قرار پائی، کیونکہ خطبہ کی حالت میں کسی قسم کے شغل سے منع فرمایا گیا ہے، حتیٰ کہ اپنے بھائی کی کسی بے ہودہ حرکت پر بھی اس کو چپ رہنے کی تلقین کرنا ایک لغو حرکت ہے ظاہر ہے حدیث رسول کے ہوتے ہوئے کسی قیاس پر عمل کرنا درست نہیں۔

”ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب اللہ وسنة رسولہ“ ﴿موطا﴾
 آپ ﷺ نے فرمایا: دو مبارک امر تمہارے درمیان چھوڑے جا رہا ہوں،
 ہرگز گمراہ نہ ہو گے جب تک ان دونوں امر کتاب اللہ اور سنت رسول کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے۔

اور ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”فعلیکم بسنتی وسنة خلفائی الراشدین المہدیین تمسکوا وعضوا علیہا بالنواجد“ ﴿ابوداؤد والترمذی﴾
 میری اور میرے خلفائے راشدین مہدیین کی سنت پر عمل کرنا، اسے مضبوطی سے پکڑنا بلکہ دانتوں سے پکڑنا تم سب پر لازم ہے۔
 یقیناً کتاب اللہ اور سنت رسول کا صافی چشمہ ہی رشد و ہدایت کا ضامن ہے۔
 ☆ ممنوعہ اوقات میں بعض نمازوں کا پڑھنا نبی کریم ﷺ کے فعل و حکم سے ثابت ہے جیسے فجر کی دو رکعت، طواف کی دو رکعت اور عصر کے بعد ظہر کی دو رکعت سنت کی قضا۔

اس بیان سے یہ امر کھل کر سامنے آتا ہے کہ ممنوعہ اوقات میں نماز پڑھنے کی دو صورت ہیں، ایک یہ کہ ان اوقات میں نماز پڑھنی بالکل درست نہیں جیسے بلا وجہ فرض یا نفل نماز پڑھی جائے۔ دوسرے یہ کہ کسی معقول وجہ سے فرض یا نفل ادا کی جائے جیسے فوت شدہ نماز اور تحیۃ المسجد کی دو رکعت وغیرہ، اس طرح کی ذوا سباب نمازوں کا ممنوعہ اوقات میں پڑھنا جائز ہی نہیں بلکہ سنت ہے کیونکہ اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہوتا ہے اور بغیر تحیۃ المسجد پڑھے بیٹھ جاتا ہے تو گویا وہ اس کے اجر و ثواب سے محروم رہا، اسی طرح ممنوعہ اوقات میں سورج گرہن ہوا اگر نفی عام کی احادیث کے مطابق گرہن کی نماز نہ پڑھی جائے تو اس سنت کی ادائیگی سے آدمی محروم ہوگا۔

☆ حدیث میں ممنوعہ اوقات میں نماز نہ پڑھنے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے یعنی ان اوقات میں کفار سورج کی عبادت کرتے ہیں، شیطان اپنا رخ ان اوقات میں اس کی طرف کر دیتا ہے تاکہ اس کی پرستش ہو سکے گویا ان اوقات میں نماز پڑھنے کی ممانعت ذرائع شرک کے سد باب کے لئے ہے اور ذوا سباب نمازیں ان اوقات میں ایک اہم رائج مصلحت کی وجہ سے پڑھی جاتی ہیں، نبی کریم ﷺ کے حکم کی عین پیروی کی خاطر ادا کی جاتی ہیں، اور ایک نمازی ان نمازوں کو اسباب و وجوہات کی بنا پر ادا کرتا ہے مطلقاً ادا نہیں کرتا کہ کفار کی عبادت اور شرک سے مشابہ ہو جائے۔

☆ بخاری کی روایت سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عصر کے بعد ظہر کی دو رکعت سنت کی قضا کی جو ممنوعہ وقت میں پڑھی گئی، یہ قضا نماز دوسرے وقت بھی پڑھی جاسکتی تھی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ذوا سباب نماز جیسے تحیۃ المسجد اور نماز گرہن وغیرہ کا ان ممنوعہ اوقات میں پڑھنا درست ہے، کیونکہ ان نمازوں کی ادا کا وقت دخول مسجد اور سورج گرہن ہے، جب قضا نماز ممنوعہ وقت میں پڑھی جاسکتی ہے تو ادا نماز کے پڑھنے میں کیا مضائقہ؟

تحیۃ المسجد خانہ کعبہ میں

خانہ کعبہ کی تحیۃ المسجد اس کا طواف ہے، نبی کریم ﷺ نے مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد بیت اللہ کا رخ کیا اور طواف کرنا شروع کر دیا کیوں کہ تحیۃ المسجد تو بیٹھنے والوں کے لئے مشروع ہے، لہذا! جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو اور طواف کے پہلے تھکاوٹ یا کسی وجہ سے بیٹھنا چاہے تو بیٹھنے کے پہلے تحیۃ المسجد کی دو رکعت اللہ کے رسول ﷺ کے عام حکم کی پیروی کرتے ہوئے ادا کر لے، اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے عید کی نماز مسجد میں ادا کی لیکن تحیۃ المسجد نہیں پڑھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد فوراً آپ ﷺ نے بغیر بیٹھے عید کی نماز شروع کر دی، اور تحیۃ المسجد مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے والوں کے لئے مشروع ہے۔ ﴿مختصر زاد المعاد: ص ۱۰۲﴾

اب سوال یہ ہے کہ کیا عام مساجد کی طرح خانہ کعبہ میں بھی ممنوعہ اوقات میں تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھی جاسکتی ہے؟ اس سلسلے میں ائمہ دین کے درمیان اختلاف ہے، ان میں سے دو اہم رائے کا ذکر دلائل کے ساتھ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

﴿1﴾ پہلی رائے امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کی ہے کہ ممنوعہ اوقات میں عام مساجد کی طرح خانہ کعبہ میں بھی تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنی مکروہ ہے اور ان کے دلائل وہی نفی عام کی مذکورہ احادیث ہیں جن کا مدلل بیان ”ممنوعہ اوقات میں تحیۃ المسجد“ کے تحت ہو چکا ہے۔

﴿2﴾ دوسری رائے عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، حسین رضی اللہ عنہم، طاؤسؓ، مجاہدؓ، قاسم بن محمد عطاؓ، ابو ثورؓ اور امام شافعیؒ رحمہم اللہ کی ہے کہ ممنوعہ اوقات میں تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنی سنت ہے جو ذیل کی احادیث و آثار سے

استدلال کرتے ہیں۔

عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: أن رسول اللہ ﷺ قال: يا بني عبد مناف لا تمنعوا أحدا طاف بهذا البيت وصلى في أى ساعة شاء من ليل ونهار. ﴿ابو داؤود والترمذی﴾
جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے بنو عبد مناف اس بیت اللہ کے طواف سے کسی کو مت روکو اور رات دن میں جس وقت بھی نماز ادا کرنا چاہے کرنے دو!

عن أبي ذر الغفاري رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: سمعت رسول الله يقول: لا صلاة بعد الصبح حتى تطلع الشمس ولا بعد العصر حتى تغرب الشمس إلا بمكة إلا بمكة. ﴿مسند أحمد﴾
ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فجر کی نماز کے بعد سے طلوع آفتاب تک اور عصر کی نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک کسی قسم کی نماز نہیں ہے سوائے مکہ میں سوائے مکہ میں۔
ابن شیبہ نے اپنی کتاب ”مصنف“ میں اس سلسلے کے چند آثار لائے ہیں جن کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے تاکہ مسئلے کی مزید وضاحت ہو سکے۔

عن عطاء قال: رأيت ابن عمر طاف بالبيت بعد الفجر وصلى ركعتين قبل طلوع الشمس.
عطا کا بیان ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فجر کے بعد بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے پھر طلوع آفتاب سے پہلے دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا۔

عن عطاء قال: رأيت ابن عمر وابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما طافا بعد العصر وصليا.
عطا فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عصر کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا پھر نماز پڑھی۔
عن ليث عن أبي سعيد الخدري رضی اللہ تعالیٰ عنہ أنه رأى الحسن والحسين رضی اللہ تعالیٰ عنہما قدمًا مكة فطافا بالبيت بعد العصر وصليا.
لیث سے روایت ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مکہ آتے ہوئے، عصر کے بعد طواف کرتے ہوئے اور پھر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

عن الوليد بن جميع عن أبي الطفيل رضی اللہ تعالیٰ عنہ أنه كان يطوف بعد العصر ويصلي حتى تصفر الشمس.
ولید بن جمیع روایت کرتے ہیں کہ ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ عصر کے بعد طواف کرتے تھے اور سورج کے زرد ہونے تک نماز پڑھتے تھے۔

وعن عطاء قال: رأيت ابن عمر وابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما طافا بالبيت قبل صلاة الفجر ثم صليا ركعتين قبل طلوع الشمس.
عطا بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نماز صبح کے پہلے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے پھر طلوع آفتاب کے پہلے دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا۔

نبی کریم ﷺ کا بنو عبد مناف کو بیت اللہ میں کسی وقت کسی فرد کو طواف کرنے اور نماز پڑھنے سے نہ روکنے کا حکم دینا، صحابہ کرام عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس سنت پر عمل کرنا واضح دلیل ہے کہ بیت اللہ

میں ہر وقت طواف کرنا اور نماز پڑھنا درست ہے۔

خانہ کعبہ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنایا گیا وہ لوگوں کی عقیدت کا مرجع شروع ہی سے رہا ہے، دنیا کے گوشے گوشے سے اس کی زیارت، اس میں خدائے واحد کی عبادت اور اپنی روح کی پاکیزگی اور نفس کی طہارت کے لئے لوگ آتے رہتے ہیں، ہر وقت آنے جانے والوں کا تانتا بندھا رہتا ہے، اگر کسی وقت بھی اس کے طواف اور اس میں نماز پڑھنے سے روکا جائے تو وقتی طور پر اس مقام مقدس کے زائرین اور عابدین کے مقاصدِ حسنہ کو ٹھیس پہونچے گی۔

لہذا! بیت اللہ کا ہر وقت طواف کرنا، مسجد حرام میں ہر وقت نماز پڑھنا جائز ہی نہیں بلکہ سنت ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے اسی رائے کو ترجیح دی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

”جبر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بنو عبد مناف کو اس بات سے روک دیا تھا کہ وہ کسی فرد کو کسی وقت بھی بیت اللہ شریف میں نماز پڑھنے اور طواف کرنے سے روکیں“ اس حدیث کو ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے نیز ترمذی نے اسے روایت کر کے اس کی تصحیح فرمائی ہے، امام شافعیؒ امام احمدؒ اور ابو ثورؒ نے عصر اور فجر کے بعد طواف کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے مذکورہ حدیث کو بطور دلیل پیش کی ہے، عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نیز دیگر صحابہ کرام اور تابعین عظام سے بھی اس قسم کی روایات منقول ہیں۔

لہذا طواف کی دو رکعت ممنوعہ اوقات میں پڑھنا مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر درست ہے

☆ فرماں نبی ﷺ ”لا تمنعوا أحدا طاف بهذا البيت وصلى أى ساعة شاء من ليل و نهار“ یعنی رات اور دن میں کسی وقت بھی بیت اللہ میں نماز پڑھنے اور طواف کرنے سے کسی کو مت روکو!

نبی کریم ﷺ کا یہ حکم عام ہے جو تمام اوقات کو شامل ہے، پھر کوئی یہ کہنے کی کیسے جرأت کرے کہ ممنوعہ اوقات میں طواف کی دو رکعت پڑھنا درست نہیں۔

☆ نبی کریم ﷺ کے اس مذکورہ حکم کو نہ کوئی نص اور نہ اجماع امت خاص کرتی ہے، اس کے برعکس ممنوعہ اوقات میں نماز پڑھنے والی احادیث نص نبوی اور اجماع امت سے خاص ہے، اور یہ عام قاعدہ ہے کہ حکم عام حکم خاص سے رائج ہوتا ہے۔

☆ بیت اللہ کا طواف ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے ہوتا آ رہا ہے، اور اسی زمانے سے اس مبارک گھر کے ارد گرد نماز ادا کی جا رہی ہے، خود رسول اللہ ﷺ اور آپ کے جانثار ساتھی ہجرت کے پہلے اس گھر کا طواف کیا کرتے تھے، اس کے ارد گرد نماز پڑھتے تھے، جب مکہ فتح ہوا، نصرتِ خداوندی نے نبی کریم ﷺ کی قدم بوسی کی اور لوگ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے اور بکثرت اس گھر کا طواف کیا جانے لگا اور اس کے ارد گرد نماز پڑھی جانے لگی۔ اگر طواف کی دو رکعت ممنوعہ اوقات میں پڑھنی درست نہ ہوتی تو نبی کریمؐ عام مسلمانوں کی ضرورت کا خیال کرتے ہوئے اس سلسلے میں کوئی عام حکم ارشاد فرماتے اور صحابہ کرام، تابعین، اور تبع تابعین سے یہ روایت منقول ہو کر ہم تک پہونچتی لیکن واقعہ اس کے خلاف ہے، کسی ایک مسلمان نے بھی آج تک یہ بات نہیں کہی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ممنوعہ اوقات میں طواف کی دو رکعت پڑھنے سے منع فرمایا بلکہ صبح و شام طواف کرنا زیادہ آسان ہے اور بکثرت لوگ کرتے بھی ہیں۔

☆ سد ذرائع کے لئے شریعت میں جو چیز ممنوع قرار دی گئی ہے وہی چیز رائج مصلحت کی خاطر جائز بھی قرار دی گئی ہے جیسے عورتوں کو غیر محرم کا دیکھنا شریعت میں حرام ہے جو سد ذریعہ یعنی مبادیاتِ زنا پھر اس فحش میں واقع ہونے کے ڈر سے ممنوع قرار

دیا گیا ہے لیکن رائج مصلحت کی خاطر یعنی شادی کا پیغام دیتے وقت ایک پیغامبر نکاح کیلئے جائز ہے بلکہ مستحب ہے کہ وہ اپنے ہونے والی رفیقہ حیات کا دیدار کر لے تاکہ مستقبل کی ازدواجی زندگی میں کسی قسم کی پیچیدگی واقع نہ ہو۔

اسی طرح طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت شرک سے محفوظ رہنے کے لئے نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے کیوں کہ ان اوقات میں کفار شرک اور کفر کا بازار گرم کرتے ہیں، اپنے معبودانِ باطل کی پرستش کرتے ہیں، شیطان اپنا روئے منحوس آفتاب کی طرف ان اوقات میں کر دیتا ہے تاکہ اس کی پرستش ہو سکے، لیکن رائج مصلحت کی خاطر ان اوقات میں نماز پڑھنی درست ہے جیسے اگر سورج یا چاند کو ان ہی ممنوعہ اوقات میں گڑھن لگ جائے تو صلاۃ کسوف و خسوف ان ہی اوقات میں ادا کرنی ہوگی کیوں کہ اس کی ادا کا وہی وقت شریعت نے مقرر کیا ہے، اسی طرح تحیۃ المسجد کی دو رکعت مسجد میں داخل ہوتے ہوئے ادا کرنی شریعت نے مقرر کی ہے، لہذا اس نماز کے ادا کا وقت دخول مسجد ہے، یہی رائج مصلحت ہے جس کو سید ذریعہ کے حکم پر فوقیت حاصل ہے۔

﴿فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۳ ص ۱۸۲، ۱۸۷﴾

مذکورہ بیان سے یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ طواف کی دو رکعت طلوع آفتاب زوال آفتاب، غروب آفتاب، عصر اور فجر کے بعد ان پانچ ممنوعہ اوقات میں پڑھنی درست ہی نہیں بلکہ سنت ہے۔

تحیۃ المسجد اقامت کے درمیان

اس بات پر علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ فرض نماز کی اقامت کے بعد تحیۃ المسجد کی دو رکعت ادا کرنی خلاف سنت ہے، کیوں کہ اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کے واضح ارشادات موجود ہیں:

عن أبی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: أن النبی ﷺ قال: ”إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة“ ﴿مسلم﴾

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا جب فرض نماز کے لئے اقامت کہی جانے لگے تو اس کے علاوہ کوئی دوسری نماز نہیں ہے۔

ایک دوسری روایت میں ”فلا صلاة إلا التي أقيمت“ کا جملہ آیا ہے یعنی جس نماز کے لئے اقامت کہی گئی ہے اس نماز کے علاوہ کوئی دوسری نماز نہیں ہے۔

عبداللہ بن سر جس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہو کر فجر کی دو رکعت سنت پڑھنے لگا پھر آپ کے ساتھ جماعت میں شامل ہو گیا، سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

”يا فلان بأئى الصلاتين إعددت بصلاتك وحدك أم بصلاتك مضى“ ﴿مسلم﴾

اے شخص تم نے دونوں نمازوں میں سے کس نماز کو شمار کیا آیا اپنی تنہا پڑھی ہوئی نماز کو یا میرے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کو۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اسی بیچ موذن نے اقامت کہنی شروع کر دی تو آپ ﷺ نے مجھے جھنجھورتے ہوئے فرمایا: ”أنصلي الصبح أربعاً“ کیا تم صبح کی چار رکعت پڑھتے ہو ﴿البیہقی﴾

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو صبح کی دو رکعت اس وقت پڑھتے ہوئے دیکھا جب کہ موذن نے اقامت کہنی شروع کر دی تھی تو آپ ﷺ نے اس کے موڑھے پر مارتے ہوئے فرمایا: ”ألا كان هذا قبل هذا“

کیا یہ نماز اس سے پہلے پڑھنی نہیں تھی؟ ﴿الطبرانی﴾

مذکورہ احادیث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اقامت کے بعد فرض نماز کے علاوہ کوئی دوسری نماز نہیں پڑھنی چاہئے، یہی وجہ ہے کہ فقہائے اسلام نے تحیۃ المسجد کے عام حکم سے اقامت کے بعد فرض نماز کی ادائیگی کو خاص کیا ہے۔ ﴿نیل الأوطار ج ۳ ص: ۸۴﴾

لہذا! اگر اقامت ہوتی ہو یا ہو چکی ہو اور اس حالت میں کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو وہ بغیر تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھے جماعت میں شامل ہو جائے یہی سنت کا طریقہ ہے جو شخص اس کے خلاف کرتا ہے گویا وہ سنت رسول کا تارک ہے، لیکن اقامت کے درمیان فجر کی دو رکعت سنت پڑھنے کے سلسلے میں فقہائے اسلام کا شدید اختلاف ہے، اس سلسلے میں امام شوکانی نے اپنی کتاب ”نیل الأوطار“ میں نواقوال درج کئے ہیں، یہ موضوع الگ ایک مستقل رسالے کا متقاضی ہے۔

بہر صورت! اس سلسلے میں راجح اور درست قول یہی ہے کہ خواہ تحیۃ المسجد کی دو رکعت ہو یا نماز صبح کی دو رکعت سنت ہو اقامت کے بعد نہیں پڑھنی چاہئے کیوں کہ فرمان نبی ﷺ ”إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة“ کے اندر فرض نماز کے علاوہ جملہ نمازوں کی نفی کی گئی ہے، شیخ الإسلام ابن تیمیہ نے بھی اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔ ﴿فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲۳ ص ۲۶۴﴾

تحیۃ المسجد سفر سے واپسی کے بعد

درحقیقت سفر سے واپسی کے بعد کی نماز ”تحیۃ المسجد“ نہیں بلکہ ”نماز قدوم“ ہے، لیکن اس کے ذریعے تحیۃ المسجد کی غرض و غایت اور اس کے مقاصد پورے ہوتے ہیں، سفر جو کبھی نمونہ سقر تھا، اب اگرچہ نئی ایجاد نے اسے نمونہ ظفر بنا دیا ہے، پھر بھی سفر سفر ہے، سچ ہے ”السفر كالسقر“ دراصل اسی سفر سے نجات یابی کے بعد خدا کے حضور حاضر ہو کر شکرانہ کی دو رکعت پڑھی جاتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی کسی سفر سے واپس آتے تو پہلے خانہ خدا میں حاضر ہو کر قدوم سفر کی دو رکعت پڑھتے۔

عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنه قال كنت مع النبي ﷺ في سفر فلما قد منا المدينة قال لي أدخل فصل ركعتين ﴿البخاری﴾

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھا، جب آپ ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ واپس آیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے کہا پہلے مسجد جا کر دو رکعت پڑھ لو!

عن كعب بن مالك رضي الله تعالى عنه قال أن النبي ﷺ كان إذا قدم من سفر ضحى دخل المسجد فصلى ركعتين، قبل أن يجلس ﴿البخاری﴾

کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کسی سفر سے چاشت کے وقت تشریف لاتے تو مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھتے۔

عن ابن شهاب قال أن النبي ﷺ لا يقدم من سفر إلا في الضحى فيبدأ المسجد فيصل في ركعتين ويقعد. ﴿مسند أحمد﴾

ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ چاشت کے وقت ہی سفر سے واپس آتے، پہلے مسجد جا کر دو رکعت پڑھتے پھر بیٹھتے۔

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما أن رسول اللہ ﷺ حين أقبل من حجته دخل المدينة فأناخ على باب مسجد ه ثم دخل فر كع فيه ركعتين ثم إنصرف إلى بيته“ ﴿أبو داؤد﴾
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جس وقت رسول خدا حجۃ الوداع کے بعد مدینہ تشریف لائے تو اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازے پر بیٹھا کر مسجد میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے گھر کا رخ فرمایا۔

مشہور تابعی حضرت نافع کا بیان ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ ﴿أبو داؤد﴾
مذکورہ احادیث سے قدوم سفر کی دو رکعت پڑھنے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے، جس کا پڑھنا سنت رسول ﷺ ہے اور اس سے تحیۃ المسجد کی غرض و غایت بھی پوری ہوتی ہے۔

اللهم ارزقني التوفيق بطاعتك و طاعة رسولك محمد ﷺ

مراجع

- ﴿1﴾ قرآن مجید ﴿2﴾ البخاری ﴿3﴾ مسلم ﴿4﴾ أبو داؤد ﴿5﴾ الترمذی ﴿6﴾ النسائی۔
- ﴿7﴾ ابن ماجہ ﴿8﴾ مؤطا امام مالک ﴿9﴾ مسند أحمد ﴿10﴾ المستدرک للحاکم ﴿11﴾ البيهقي
- ﴿12﴾ الطبرانی ﴿13﴾ فتح الباری مجلد ۱-۲ ﴿14﴾ نیل الأوطار مجلد ۳ ﴿15﴾ سبل السلام مجلد ۱
- ﴿16﴾ فتاویٰ ابن تیمیہ مجلد ۲۳ ﴿17﴾ المغنی لابن قدامہ مجلد ۲ ﴿18﴾ بدایہ المجتہد مجلد ۱
- ﴿19﴾ مختصر زاد المعاد للشیخ محمد بن عبد الوہاب

مؤلف چند سطور میں

- ﴿۱﴾ ولادت: ۸ جون ۱۹۵۹ء بمقام اموا مدینۃ الشیخ۔ پیراہی شیوہر۔ بہار۔ انڈیا
- ﴿۲﴾ تعلیم: ☆ درجہ فضیلت۔ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ۔ دربھنگہ۔ ۱۹۷۵ ☆ فاضل ادب فارسی۔ ادارہ تحقیقات عربی فارسی۔ پٹنہ۔ ۱۹۷۷ ☆ فاضل ادب عربی۔ ادارہ تحقیقات عربی و فارسی۔ پٹنہ۔ ۱۹۷۸ ☆ مترجم محمد بن سعود۔ اسلامک یونیورسٹی۔ ریاض سعودیہ ۱۹۸۳

- ﴿۳﴾ دعویٰ خدمات: ☆ مرشد اسلامی۔ اسلامک سینٹر۔ دبی متحدہ عرب امارات ۱۹۸۴ تا حال
- ☆ مسؤل قسم الجالیات۔ اسلامک سینٹر۔ دبی متحدہ عرب۔ امارات۔
- ☆ بانی و نگران۔ مرکز الإصلاح الخیری۔ اموا۔ بہار۔ انڈیا۔

- ﴿۴﴾ تالیفی خدمات: ☆ تحیۃ المسجد ☆ تعلیم نسواں ☆ اسلامی عقیدہ ☆ محبت کی حقیقت ☆ جشن میلاد کی حقیقت۔
- ☆ رفیق کارواں ☆ تعدد زوجات ☆ التحرکۃ الہدایۃ۔ ﴿القادیانیۃ﴾ ☆ اسلام کا تعلیمی، تربیتی اور تدریسی نظام ☆ العینی ومنہجہ فی کتابہ عمدۃ القاری ☆ النصیریۃ بین الحدیث والقدیم۔
- ☆ ترجمۃ الأعمش وآثارہ العلمیۃ۔